ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org
مخدوم بہار سے عیب سے روکن
حجب العوار عن مخدومِ بہار
١٣٣٩ھ
تصنیف لطیف:۔ اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

رسالہ

عجب العوار عن مخدوم بہار

۱۳ ھ ۳۹

(مخدوم بہار سے عیب کو روکنا)

مسئلہ از داناپور مرسلہ محمد حنیف خاں ۸ شعبان ۱۳۳۹ھ

بخدمت فیضدرجت جناب اعلحضرت مولانا مولوی احمد رضاخاں صاحب مدظلہ العالی، گزارش یہ ہے کہ اسمٰعیل نے چمار کے لفظ سے مثال دی۔ یہاں کے غیر مقلد کہتے ہیں کہ مخدوم صاحب نے مینگنی سے مثال دی ہے اس کا کیا جواب ہے، حضور کا کوئی رسالہ یا فتوٰی ہے اس بارے میں یا نہیں؟

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ط

اولاً کوئی کتاب یا رسالہ کسی بزرگ کے نام سے منسوب ہونا اس سے ثبوت قطعی کو مستلزم نہیں، بہت رسالے خصوصًا اکابر چشت کے نام منسوب ہیں جس کا اصلاً ثبوت نہیں۔

ثانیاً کسی کتاب کا ثابت ہونا اس کے ہر فقرے کا ثابت ہونا نہیں، بہت اکابر کی کتابوں میں الحاقات ہیں جن کا مفصل بیان کتاب الیواقیت والجواھر امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے خصوصًا حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں تو الحاقات کی گنتی نہیں، کھلے ہُوئے صریح کفر بھر دئے ہیں، جس پر درمختار میں علامہ مفتی ابوالسعود سے نقل کیا،

تیقنا ان بعض الیھود افتراھا علی الشیخ قدس اللہ سرہ[1]

ہم کو یقین ہے کہ شیخ قدس اللہ سرہٗ پر یہ عبارتیں بعض یہودیوں نے گھڑ دی ہیں۔

حضرت مخدوم صاحب ہی کی کتاب عقائد ترجمہ عمدۃ الکلام میں ہے،

قریش اعلیٰ جد مصطفیٰ بود واو دو پسر داشت یکے را نام ہاشم بود و دوم را نام تیم پیغامبر از نسل ہاشم است و ابوبکر از نسل تیم است[2]

ہاشم کے باپ کا نام قریش تھا اور ان کے دو بیٹے تھے، ایک ہاشم دوسرا تیم، پیغامبر ہاشم کی نسل سے اور ابوبکر تیم کی نسل سے ہیں۔

کوئی جاہل سے جاہل ایسی بات کہہ سکتا ہے کہ ہاشم کے باپ کا نام قریش تھا، اور انکے دو بیٹے تھے، ایک ہاشم دوسرا تیم۔ ہم ہرگز ایسی نسبت بھی مخدوم صاحب کی طرف نہیں مان سکتے ضرور کسی جاہل کا الحاق ہے نہ کہ معاذ اللہ توہین شانِ رسالت، یہ دیباچہ ہی میں سے کسی کا الحاق ہے۔

ثالثًا امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں،

لا تجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال قتل ابن ملجم علیا وقتل ابو لؤلؤ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما فان ذٰلک ثبت متواترا، فلا یجوز ان یرمی المسلم بفسق او کفر من غیر تحقیق۔[3]

یعنی کسی مسلمان کی طرف کسی کبیرہ کی نسبت بلا تحقیق حرام ہے، ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے مولا علی اور ابولؤلؤ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہید کیا کہ یہ تواتر سے ثابت ہے، تو کسی مسلمان کی طرف بلا تحقیق کفر یا فسق کی نسبت اصلاً جائز نہیں۔

اس کے بعد وُہ احادیث ذکر فرمائیں جن سے ثابت ہے کہ کسی کو کافر کہنے والا خود کافر ہوجاتا ہے اگر وُہ کافر نہ تھا۔ یوں ہی فسق کی طرف نسبت کرنے والا فاسق ہوجاتا ہے اگر وُہ فاسق نہ تھا۔ کتاب کا چھپ جانا اسے متواتر نہیں کر دیتا کہ چھاپے کی اصل وُہ نسخہ ہے جو کسی الماری میں ملا اس سے نقل کرکے کاپی ہوئی سیدھی صاف باتوں میں کسی کتاب سے کہ ظنی طور پر کسی بزرگ کی طرف منسوب ہو۔ اسناد اور بات ہے۔ اور ایسے

---

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۸

[2] کتاب عقائد ترجمہ عمدۃ الکلام

[3] احیاء العلوم والدین کتاب آفات اللسان الآفۃ الثامنۃ اللعن مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرۃ ۳/۱۲۵

امر میں جسے مستند کلمہ کفر بنایا اور اس سے توہین شانِ رسالت کے جواز پر سند لانا ہے، اس پر اعتماد اور بات، علماء کے نزدیک ادنیٰ درجہ ثبوت یہ تھا کہ ناقل کے لئے مصنف تک سند مسلسل متصل بذریعہ ثقات ہو۔

خطیب بغدادی بطریق عبدالرحمان سلمی امیرالمومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا:

اذا وجد احدکم کتابا فیہ علم لم یسمعہ عن عالم فلیدع باناء وماء فلینقعہ فیہ حتی یختلط سوادہ فی بیاضہ[1]

جب تم میں کوئی ایک کتاب پائے جس میں علم کی بات ہے اور اسے کسی عالم سے نہ سُنا تو برتن میں پانی منگا کر وہ کتاب اس میں ڈبو دے کہ سیاہی سپیدی سب ایک ہو جائے۔

فتاویٰ حدیثیہ امام زین الدین عراقی سے ہے:

نقل الانسان مالیس لہ بہ روایۃ غیر سائغ بالاجماع عند اھل الدرایۃ[2]

یعنی علمائے کرام کا اجماع ہے کہ آدمی جس بات کی سند متصل نہ رکھتا ہو اس کا نقل اسے حلال نہیں۔

ہاں اگر اس کے پاس نسخہ صحیحہ معتمدہ ہو کہ خود اس نے یا کسی ثقہ معتمد نے خود اصل نسخہ مصنف سے مقابلہ کیا یا اس نسخہ صحیحہ معتمدہ سے جس کا مقابلہ اصل نسخہ مصنف یا اور ثقہ نے کیا و سائط زیادہ ہوں تو سب کا اسی طرح کے معتمدات ہونا معلوم ہو تو یہ بھی ایک طریقہ روایت ہے، اور ایسے نسخہ کی عبارت کو مصنف کا قول بتانا جائز۔ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے:

قالوا ما وجد فی نسخۃ من تصنیف فان وثق بصحۃ النسخۃ بان قابلھا المصنف او ثقۃ غیرہ بالاصل او بفرع مقابل بالاصل وھکذا جاز الجزم بنسبتھا الی صاحب ذٰلک الکتاب وان لم یوثق لم یجزم[3]

یعنی علماء نے فرمایا جو عبارت کسی تصنیف کے کسی نسخہ میں ملے اگر صحتِ نسخہ پر اعتماد ہے یوں کہ اس نسخہ کو خود مصنف یا کسی اور ثقہ نے خاص اصل مصنف سے مقابلہ کیا ہے یا اس نسخہ سے جسے اصل پر مقابلہ کیا تھا، یوں ہی اس ناقل تک، جب تو یہ کہنا جائز ہے کہ مصنف نے فلاں کتاب میں یہ لکھا ورنہ جائز نہیں۔

---

[1] الفتاوی الحدیثیہ بحوالہ الخطیب مطلب فی ان الانسان لایصح لہ الخ المطبعۃ الجمالیہ مصر ص ۶۵
[2] " " " " " " " " " " ص ۶۴
[3] " " " " " " " " " " ص ۶۵

مقدمۂ امام ابوعمرو بن الصلاح میں عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ انھوں نے اپنے صاحبزادے ہشام سے فرمایا : تم نے لکھ لیا ؟ کہا : ہاں ۔ فرمایا : مقابلہ کرلیا ؟ کہا : نہ ۔ فرمایا : لم تکتب[1] تم نے لکھا ہی نہیں ۔ اسی میں امام شافعی و یحیٰی بن ابی کثیر سے ہے کہ دونوں صاحبوں نے فرمایا :

من کتب ولم یعارض کمن دخل الخلاء ولم یستنج[2] ۔

جس نے لکھا اور مقابلہ نہ کیا وہ ایسا ہے کہ پاخانے میں داخل ہے اور استنجا نہ کیا ۔

اسی میں ہے :

اذا اراد ان ینقل من کتاب منسوب الی مصنف فلا یقل "قال فلان کذا وکذا" الا اذا وثق بصحۃ النسخۃ بان قابلہا ھو او ثقۃ غیرہ باصول متعددۃ[3] ۔

جب کسی کتاب سے کہ کسی مصنف کی طرف منسوب ہے کچھ نقل کرنا چاہے تو یوں نہ کہے کہ مصنف نے ایسا کہا جب تک کہ صحتِ نسخہ پر اعتماد نہ ہو یوں کہ اس نے خواہ اور ثقہ نے اسے متعدد صحیح نسخوں سے مقابلہ کیا ہو ۔

اسی میں ہے :

یطالع احدھم کتابا منسوبا الی مصنف معین وینقل منہ عنہ من غیر ان یثق بصحۃ النسخۃ قائلا "قال فلان کذا وکذا او ذکر فلان کذا وکذا" والصواب ماقدمناہ[4] اھ و لفظ الفتاوی الحدیثیۃ عنہ والصواب ان ذلک لایجوز[5] ۔

کسی معین مصنف کی طرف منسوب کتاب میں ایک عبارت دیکھ کر آدمی نقل کردیتا ہے کہ مصنف نے ایسا کہا حالانکہ صحتِ نسخہ پر وثوق (بروجہ مذکور کہ اصل نسخہ مصنف سے بلاواسطہ یا بوساطت ثقات اس نے یا اور ثقہ نے مقابلہ کیا ہو) حاصل نہیں مثلاً یوں کہے کہ فلاں نے یوں یوں کہا یا فلاں نے یوں یوں ذکر کیا ، حق یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے ۔

---

[1] مقدمہ ابن الصلاح النوع الخامس والعشرون فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۹۲
[2] " " " " " " " " " "
[3] " " " النوع الرابع والعشرون " " " ص ۸۷
[4] " " " " " " " " " "
[5] الفتاوی الحدیثیۃ مطلب ان الانسان لایصح لہ ان یقول الخ المطبعۃ الجمالیۃ مصر ص ۶۵

امام نووی نے تقریب میں فرمایا :

فان قابلها باصل محقق معتمد اجزأه[1] ۔ اگر ایک اصل تحقیقی معتمد سے اس نے مقابلہ کیا ہے تو یہ بھی کافی ہے ۔

یعنی اصولِ معتمدہ متعددہ سے مقابلہ زیادت احتیاط ہے ، یہ اتصال سند اصل وہ شیئ ہے جس پر اعتماد کرکے مصنف کی طرف نسبت جائز ہوسکے ، اور متاخرین نے کتاب کا علماء میں ایسا مشہور و متداول ہونا جس سے اطمینان کہ اس میں تغییر و تحریف نہ ہُوئی ، اسے بھی مثل اتصالِ سند جانا اور وُہ ایسا ہی ہے ، مقدمہ امام ابوعمرو نوع اول میں ہے :

آل الامران الاعتماد علی ما نص علیه فی تصانیفهم المعتمدة المشهورة التی یؤمن فیها لشهرتها من التغییر والتحریف[2] (ملخصاً) یعنی آخر قرارداد اس پر ہُوا کہ اعتماد اس پر ہے جو ایسی مشہور و معتمد کتابوں میں ہو جن کی شہرت کے سبب ان میں تغییر و تحریف سے امان ہو۔ (ملخصاً)

فتح القدیر و بحرالرائق و نہرالفائق و منح الغفار میں فرمایا :

علی هذا لو وجدنا بعض نسخ النوادر فی زماننا لا یحل عزو ما فیها الی محمد ولا الی ابی یوسف لانها لم تشتهر فی دیارنا ولم تتداول[3] ۔ یعنی اگر کتب ستّہ کے سوا اور کتب تلامذہ امام کے بعض نسخے پائیں تو حلال نہیں کہ ان کے اقوال کو امام محمد یا امام ابویوسف کی طرف نسبت کریں کہ وہ کتابیں ہمارے دیار میں مشہور و متداول نہ ہُوئیں ۔

تداول کے یہ معنے کہ کتاب جب سے اب تک علماء کے درس و تدریس یا نقل و تمسک یا ان کی مطمحِ نظر رہی ہو جس سے روشن ہو کہ اس کے مقامات و مقالات علماء کے زیرِ نظر آچکے اور وُہ بحالتِ موجودہ اسے مصنف کا کلام مانا کئے ، زبانِ علماء میں صرف وجودِ کتاب کافی نہیں کہ وجود و تداول میں زمین و آسمان کا فرق ہے ۔ پُرظاہر کہ یہاں دونوں باتیں مفقود ، تداول درکنار کوئی سندِ متصل بھی نہیں ، نہ کہ تواتر جو ایسی نسبت کے لئے لازم ہے ۔ رہا وجودِ نسخ ، اتفاقی متعدد بلکہ کثیر و وافر قلمی نسخے موجود ہونا بھی ثبوتِ تواتر کو بس نہیں ، جب تک ثابت نہ ہو کہ یہ سب نسخے جُدا جُدا اصل مصنف سے نقل کئے گئے یا ان نسخوں سے جو اصل سے نقل ہُوتے ، ورنہ ممکن کہ بعض نسخ محرفہ ان کی اصل ہوں ، ان میں الحاق ہُوا اور یہ اُن سے نقل و نقل در نقل ہو کر کثیر ہوگئے ، جیسے آج کل کی

---

[1] تقریب النواوی مع تدریب الراوی النوع الاول الصحیح دار الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/۱۵۰

[2] مقدمہ ابن الصلاح " فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۹

[3] فتح القدیر کتاب الحوالہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/۳۶۰

محرف بائبل کے ہزار در ہزار نسخے' فتوحاتِ مکیہ کے تمام مصری نسخے نسخۂ محرفہ سے منقول ہُوئے اور اسی کی نقلیں مصر میں چھپیں اور اب وُہ گھر گھر موجود ہیں، حالانکہ تواتر درکنار ایک سلسلۂ صحیحہ آحاد سے بھی ثبوت نہیں ، واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل[1] (اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے۔ ت) علامہ شامی کا ظن پر اکتفا صاف باتوں کے لئے وجیہ ہے مگر ایسے امور میں اس پر قناعت قطعاً حرام ہے، ورنہ معاذ اللہ اکابر ائمہ و اعاظم علماء کی طرف نسبتِ کفر ماننی پڑے، ہماری نظر میں ہیں وُہ کلمات جو اکابر اولیاء سے گزر کر اکابر علماء معتمدین مثل امام ابن حجر مکی و ملا علی قاری وغیرہما کی کتبِ مطبوعہ میں پائے جاتے ہیں، اور ہم یقین کرتے ہیں کہ وُہ الحاقی ہیں، ایک ہلکی نظیر علی قاری کی شرح فقہ اکبر صفحہ ۳۹ پر ہے:

ماسمی به الرب نفسه و سمی به مخلوقاته مثل الحی والقیوم والعلیم والقدیر[2]	نام کہ رب تعالٰی نے اپنے لئے اور مخلوق کے لئے مقرر فرمائے وہ مثل حی، قیوم ، علیم ، قدیر ہیں۔ (ت)

اس میں مخلوقات پر قیوم کے اطلاق کا جواز ہے، حالانکہ ائمہ فرماتے ہیں کہ غیر خدا کو قیوم کہنا کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے:

اذا اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق نحو القدوس والقیوم والرحمٰن وغیرھا یکفر[3]	جو اللہ تعالٰی کے مخصوص ناموں میں سے کسی نام کا اطلاق مخلوق پر کرے، جیسے قدوس، قیوم اور رحمٰن وغیرہ، تو وُہ کافر ہوجائے گا۔ (ت)

اسی طرح اور کتابوں میں ہے، حتی کہ خود اسی شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۴۵ میں ہے:

من قال لمخلوق یا قدوس او القیوم او الرحمٰن کفر[4]	جو کسی مخلوق کو قدوس یا قیوم یا رحمٰن کہے کافر ہوجائے۔

پھر کیونکر مان سکتے ہیں کہ وہ صفحہ ۳۹ کی عبارت علی قاری کی ہے ضرور الحاق ہے اگرچہ کتاب اجمالاً مشہور و معروف ہے، بخلاف کلماتِ اسمٰعیل کہ موافق و مخالف کے نزدیک اس سے متواتر ہیں، مخالفین رَدّ کرتے ہیں،

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/۴

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر اللہ سبحانہ اوجد المخلوقات مصطفی البابی مصر ص ۳۹

[3] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ثم ان الفاظ الکفر انواع داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۹۰

[4] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

36

موافقین تاویلیں کرتے ہیں، اب یہیں دیکھئے اس چہار والے کلام پر سے دفع ایراد کو یہ عبارت پیش کی، خود اسمٰعیل کی زندگی میں اس پر مواخذے ہُوئے، جامع مسجد دہلی میں شاہ عبدالعزیز صاحب کے اعزّہ واخص تلامذہ مثل مفتی رشید الدین خاں صاحب وشاہ موسٰی صاحب نے مناظرے کئے، الزام دئے، نہ اس نے کہا کہ یہ کلمات میرے نہیں، نہ اس کے ہوا خواہوں نے، جب سے آج تک، تو اس سے ثبوت یقینی ہے اور وہابیہ کہ بحالت موجودہ اسے مثل قرآن وعین ایمان مان رہے ہیں ان پر رُد میں تو کسی ثبوت کی بھی حاجت نہیں کمالا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)۔

رابعًا ایسی جگہ خلق سے مراد وُہ ہوتے ہیں جو عظمتِ دینی سے اصلاً حصّہ نہیں رکھتے۔ شیخ سعدی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ؎

نگہدار وآں شوخ درکیسہ در ☆ کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر[1]

(وہ چالاک جیب میں موتیوں کو محفوظ رکھتا ہے جو ساری مخلوق کو جیب تراش سمجھتا ہے۔ ت)

ابلیس ہوگا وُہ جو کہے کہ اس سے عام مراد ہے کہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی معاذاللہ گرہ کاٹ جانے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ مخلوق دو قسم ہے:

اوّل وُہ کہ عظمتِ دینی رکھتے ہیں جن کے سرور وسردار مطلق حضور سیّد المرسلین ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وبارک وسلم، پھر باقی حضرات انبیاء وملائکہ واولیاء واہلبیت وصحابہ، پھر دیگر علماء وصلحاء واتقیاء، پھر سلاطینِ اسلام، پھر عام مومنین۔ نیز صحائف دینیہ مثل مصحف شریف وکتبِ فقہ وحدیث، صفاتِ جمیلہ مثل ایمان وعلم، اعمالِ صالحہ مثل نماز وحج، اخلاقِ فاضلہ مثل زہد وتواضع۔ اماکن مقدسہ مثل کعبۂ مکرمہ وروضۂ منورہ، غرض جملہ اشخاص واشیاء جن کو مولٰی عزوجل سے علاقۂ قُرب ہے، اس علاقہ کے سبب ان کی تعظیم اللہ عزوجل ہی کی تعظیم ہے اور ان کی عزت اسی کی عزت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان من اجلال اللہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القراٰن غیر الغالی فیہ والجافی عنہ واکرام ذی السلطان المقسط[2]	بیشک اللہ کی تعظیم سے ہے بُوڑھے مسلمان کی عزّت کرنی اور حافظِ قرآن کی کہ نہ اس میں حد سے بڑھے نہ اس سے دُوری کرے، اور حاکم عادل کی۔

---

[1] بوستانِ سعدی باب اول منشی گلاب سنگھ لکھنؤ ص ۱۲۸

[2] سُنن ابو داؤد کتاب الادب باب فی تنزیل الناس منازلہم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۰۹

رواہ ابوداؤد بسند حسن عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (اسے ابوداؤد نے سندِ حسن کے ساتھ ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

مولٰی عزوجل فرماتا ہے: فان العزۃ للہ جمیعا[1] عزت ساری اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور خود فرماتا ہے:

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنٰفقین لایعلمون[2]۔ عزت اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کیلئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

رسول اور مسلمانوں کی عزت اگر عزتِ الٰہی سے جُدا ہوتی تو عزت کے حصّے ہو جاتے، ایک حصہ اللہ کے لئے، ایک رسول کا، ایک مومنین کا۔ حالانکہ رب عزوجل فرما چکا کہ عزت ساری اللہ ہی کے لئے ہے، تو قطعاً ان کی عزت اللہ ہی کی عزت سے ہے اور ان کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم۔ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفرقہ کرنے والوں کو قرآن عظیم کافر فرماتا ہے، ایک قوم کا حال ارشاد فرمایا:

یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ[3]۔ اللہ اور اس کے رسولوں میں جُدائی ڈالنی چاہتے ہیں۔

پھر فرمایا: اولٰئک ھم الکٰفرون حقا[4] یہی پکے کافر ہیں۔ رسولوں کی عزت رسولوں کی عظمت اللہ عزوجل کی عزت و عظمت سے جُدا ماننی اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی ہے ؎

خاصانِ خُدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند

اللہ تعالٰی کے خاص بندے خدا نہیں لیکن خدا سے جُدا بھی نہیں۔ ت)

ولہذا ان کی تعظیم مدارِ ایمان ہوئی، اور اُن کی ادنٰی توہین کفر۔ ارسالِ رسول کا ایک مقصدِ اعلٰی تعظیم و توقیرِ رسول ہے،

قال اللہ تعالٰی انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا ونذیرا ○ لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ[5]۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے نبی! ہم نے تمھیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ، اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۳۹
[2] القرآن الکریم ۶۳/ ۸
[3] " " ۴/ ۱۵۰
[4] " " ۴/ ۱۵۱
[5] " " ۴۸/ ۸ و ۹

دوم[۲] وہ کہ عظمتِ دینی سے اصلاً بہرہ نہیں رکھتے کہ اللہ عزوجل سے انھیں کوئی علاقہ قرب نہیں، بے توبعد ہی ہے، ان کے بدتر و ذلیل تر کفار و مشرکین و مرتدین مثل وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین ہیں، پھر باقی ضالین نیز صفاتِ رذیلہ مثل کفر و ضلال، اعمالِ خبیثہ مثل زنا و شرب خمر، اخلاقِ رذیلہ مثل تکبر و عجب۔ اماکن نجسہ مثل معابدِ کفار، غرض دنیا و مافیہا جس کو اللہ عزوجل سے علاقہ قرب نہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الا ما کان منہا للّٰہ عزوجل[۱]۔ رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ و الضیاء فی المختارۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند حسن۔

دُنیا ملعون ہے اور دُنیا جو کچھ ہے ملعون ہے مگر وُہ جو اس میں سے اللہ عزوجل کے لئے ہو (اسے ابو نعیم نے حلیہ میں اور ضیاء نے مختارہ میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰے عنہما سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم:

الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الا ذکر اللّٰہ وما والاہ وعالماً او متعلماً[۲]۔ رواہ ابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ والطبرانی فی الاوسط عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

دُنیا پر لعنت ہے اور دُنیا میں جو کچھ ہے سب پر لعنت ہے مگر اللہ کا ذکر اور جسے اس سے علاقہ قرب ہے اور عالم یا طالبِ علم دین (اس کو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور طبرانی نے اوسط میں ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

الدنیا ملعونۃ و ملعون ما فیہا الا ما ابتغی بہ وجہ اللّٰہ تعالٰی[۳]۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

دُنیا لعینہ ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب لعین ہے مگر جس سے رضائے الٰہی مطلوب ہو (اسے طبرانی نے کبیر میں ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

رب عزوجل فرماتا ہے:

---

[۱] حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۲۳۰ محمد بن المنکدر دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۱۵۷
[۲] سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب مثل الدنیا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۱۲ - ۳۱۳
[۳] مجمع الزوائد بحوالہ المعجم الکبیر کتاب الزہد باب ماجاء فی الریاء دار الکتاب بیروت ۱۰/ ۲۲۲

ان الذین یحادّون اللہ ورسولہ اولٰئك فی الاذلّین[1]

بیشک اللہ و رسول کے مخالف وہی سب ذلیلوں سے ذلیل تروں میں ہیں۔

اور فرماتا ہے تبارک وتعالٰی:

ان الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین فی نار جھنّم خٰلدین فیھا اولٰئك ھم شر البریّۃ ○ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت اولٰئك ھم خیر البریّۃ[2] ○

بیشک تمام کافر کتابی ومشرک جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ تمام مخلوقِ الٰہی سے بدتر ہیں (اونٹ کی مینگنی سے بدتر، کتّے سوّر کے غلیظ سے بدتر) بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ تمام مخلوقِ الٰہی سے بہتر ہیں (کعبہ وعرش سے بہتر، ملائکہ سے بہتر)

جب یہ دونوں قسمیں معلوم ہوگئیں اور واضح ہوا کہ قسمِ اول کی تعظیم تعظیمِ الٰہی سے جُدا نہیں بلکہ بعینہٖ اسی کی تعظیم ہے تو محلِ تحقیر میں غیر اللہ یا خلق سے یقیناً وہی مراد ہوتا ہے جسے مولٰی عزّوجل سے علاقۂ قرب نہیں، علاقۂ قرب والے تو جانبِ خالق میں ہیں نہ کہ جانبِ غیر میں۔ دیکھو علماء فرماتے ہیں غیرِ خدا کے لئے تواضع حرام ہے، ملتقط پھر درمختار میں قبیل فصل فی البیع نیز فتاوٰی عالمگیریہ باب ۲۸ میں ہے:

التواضع لغیر اللہ حرام[3] (غیر اللہ کے لئے تواضع حرام ہے۔ ت)

حالانکہ ماں باپ کے لئے تواضع کا قرآن عظیم میں حکم ہے:

واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ[4]

ماں باپ کے لئے نرم دلی سے ذلّت کا بازو بچھا۔

اپنے استاد بلکہ شاگردوں کے لئے بھی تواضع کا حدیث میں حکم ہے:

تواضعوا لمن تعلمون منہ وتواضعوا لمن تعلمونہ ولا تکوا جبابرۃ العلماء[5]

جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور جسے سکھاتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور گردن کش عالم

---

[1] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۰

[2] القرآن الکریم ۹۸/ ۶ و ۷

[3] الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۵

[4] القرآن الکریم ۱۷/ ۲۴

[5] الجامع لاخلاق الراوی عن عمر باب ذکر ما ینبغی للراوی والسامع دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۹
اتحاف السادہ عن ابی ہریرہ فضیلۃ الحلم دار الفکر بیروت ۸/ ۲۷

الخطیب عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ نہ ہو (اسے خطیب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو رب عزوجل نے صحابہ کی تواضع فرمانے کا حکم دیا ہے:

واخفض جناحک للمؤمنین[1] مومنوں کے لئے اپنا پہلو جُھکا ئیے۔

اور فرمایا:

واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین[2] اپنے پیرو ایمان والوں کے لئے اپنا بازو نرم فرمائیے۔

بات وہی ہے کہ ایسی جگہ غیر اللہ سے وہی مراد جسے اللہ سے علاقہ نہ ہو، ولہذا ردالمحتار میں اس عبارت درمختار کی شرح کی: ای اذلال النفس لنیل الدنیا[3] یعنی تواضع لغیر اللہ کا یہ مطلب ہے کہ دُنیا ملنے کے لئے اپنے آپ کو کسی کے سامنے ذلیل کرنا۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا:

لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ[4]، رواہ احمد و مسلم والنسائی عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ۔ اللہ کی لعنت اس پر جو غیر خدا کے لئے ذبح کرے (اسے احمد اور مسلم اور نسائی نے امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے روایت کیا۔ت)

حالانکہ خود حدیث کا ارشاد ہے:

من ذبح لضیفہ ذبیحۃ کانت فداءہ من النار[5]۔ رواہ الحاکم فی تاریخہ عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ جو اپنے مہمان کے لئے جانور ذبح کرے وہ دوزخ سے اس کا فدیہ ہوجائے (اسے حاکم نے اپنی تاریخ میں جابر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت کیا۔ت)

تو وجہ وہی ہے کہ اکرامِ مہمان مکارمِ اخلاق سے تھا اور مکارمِ اخلاق سے رضائے الٰہی مطلوب، مہمان کے لئے ذبح کرنا غیر اللہ کے لئے ذبح نہ ہُوا بلکہ اللہ عزوجل ہی کے لئے۔ صوفی کہ غیر خدا کی تحقیر کرے اور اسے اُونٹ کی

---

[1] القرآن الکریم ۱۵/ ۸۸

[2] " " ۲۶/ ۲۱۵

[3] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۶

[4] صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب تحریم الذبح لغیر اللہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۶۰

[5] السیاق فی ذیل التاریخ نیشاپور

مینگنی سے حقیر تر جانے قطعاً اسی کی تحقیر کرتا ہے جس کی تعظیم تعظیم الٰہی نہیں، جسے مولیٰ عزوجل سے علاقہ نہیں ورنہ جانب خالق کی تحقیر کرے تو خود رب عزوجل کی تحقیر کرے گا، یہ صوفی کا کام ہوگا یا ابلیس لعین کا، ملعون ملعون ملعون ہے وہ کہ اس سے یہ سمجھے کہ مصحف شریف و انبیاء کرام کو مینگنی سے حقیر تر بتایا ہے، کیا ایسا بتانے والا قرآن عظیم کی تکذیب نہیں کرتا، کیا خود اللہ عزوجل کو گالی نہیں دیتا، کیا تمام دین و شریعت و اسلام پامال نہیں کرتا، قرآن وحدیث و شریعت و دین و اسلام و ایمان جن کی تعظیم کے حکم سے مملو ہیں، جن کی ادنیٰ توہین کو کفر بتا رہے ہیں، کیا ان کی ایسی تحقیر کرنیوالا جہنمیع، اس مردود کو مسلمان جاننے والا مسلمان رہ سکتا ہے،

کلا واللہ بل لعنھم اللہ بکفرھم فقلیلا مایؤمنون [1] — ہرگز نہیں، بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں (ت)

حضرت مخدوم صاحب تو معاذ اللہ اس معنی ملعون کے وہم سے بھی پاک ہیں، ہاں یہی کافر ملعون و مرتد و شیطان و ابلیس ہیں جو ان کے کلام کو (اگر ان کا کلام ہے) ایسے گندے کفر پر ڈھالتے ہیں وما کفر سلیمٰن ولکن الشیٰطین کفروا [2] سلیمان نے تو کفر نہ کیا ہاں یہ شیطان ہی کافر ہوئے، قاتلھم اللہ انی یؤفکون [3] (اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ت) بخلاف ذلیل ضلیل دہلوی اسمٰعیل علیہ اللوم والتذلیل کہ اس نے چوڑھے چمار اور چمار سے بھی ذلیل اور ناکارے لوگ اور ذرہ ناچیز سے کمتر یہ ناپاک الفاظ صراحۃً تمام انبیاء کرام و اولیاء عظام علیہم الصلٰوۃ والسلام کو کہے، اس نے شرک کی چار قسمیں گھڑیں اور ان میں صراحۃً انبیاء و اولیاء و بھوت پری سب کو یکساں رکھا۔ تقویۃ الایمان مطبع صدیقی دہلی ۱۲۷۰ھ ص ۹ مشکل کے وقت پکارنا شرک ہے، اس بات میں اولیاء، انبیاء، شیطان، بھوت میں کچھ فرق نہیں جس سے معاملہ کرے گا مشرک ہوجائے گا خواہ انبیاء و اولیاء سے کرے خواہ بھوت سے [4]۔

صفحہ ۱۲ جو کوئی کسی پیر پیغمبر بھوت کو ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو یا دور سے قصد کرکے جاوے یا وہاں روشنی

ع: کذا فی الاصل لعلہ "بجہنم نہیں"۔

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۸۸

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۰۲

[3] القرآن الکریم ۹/ ۳۰

[4] تقویۃ الایمان باب اول توحید و شرک کے بیان میں مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور ص ۶

کرے، ان کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرے، وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہے۔[1]

صفحہ ۲۵ "جو کوئی کسی نبی ولی بھوت پری کو ایسا جانے وہ مشرک ہے۔[2]"

صفحہ ۵۱ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجئے ولی نبی بھوت پری کا سب حرام ہے اور ناپاک اور کرنیوالے پر شرک ثابت[3] وغیر ذلک مقامات، تو اس کا کلام قطعًا ماسوی اللہ کو عام اور خود حضرات انبیاء و اولیاء کے بالخصوص نام انھیں بیانات ص ۹، ۱۱، ۱۲ کے ثبوت میں اس نے پانچ فصلیں باندھیں جن میں سے فصل اول ص ۲۲ میں کہا: "ہمارا خالق جب اللہ ہے تو ہم کو بھی چاہئے اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام، جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوڑھے چمار کا کیا ذکر۔"
ص ۱۶ میں کہا: "جس نے اللہ کا حق مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق ذلیل سے ذلیل کو دیا، جیسے بادشاہ کا تاج چمار کے سر پر، اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔[4]"
فصل سوم ص ۳۵ پر کہا: "ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے، محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔[5]"

فصل پنجم ص ۴۷ پر کہا: "سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں۔[6]"

ان صریح ملعون کلاموں کی سند میں وہ عبارت پیش کرنی کیسی شدید کھلی بے ایمانی ہے۔ مخدوم صاحب نے اگر کہا تو دنیا اور دنیا کی چیزوں کو کہا، جن کو اللہ سے علاقہ نہیں بیشک وہ مینگنی سے حقیر تر ہیں، اور اس گمراہ نے صاف صاف یہ چوہڑے چمار سے ذلیل ناکارے لوگ ذرہ ناچیز سے کمتر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء اور خود سید الانبیاء صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو کہا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[7] (اب جان جائینگے ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھاتے ہیں۔ ت)

---

[1] تقویۃ الایمان — باب اول توحید و شرک کے بیان میں — مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور — ص ۸
[2] 〃 — الفصل الثانی فی رد الاشراک فی العلم — 〃 〃 〃 — ص ۱۵
[3] 〃 — الفصل الرابع فی ذکر رد الاشراک فی العبادۃ — 〃 〃 〃 — ص ۲۸
[4] 〃 — الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراک — 〃 〃 〃 — ص ۱۳
[5] 〃 — 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 — ص ۱۰
[6] 〃 — الفصل الثالث فی ذکر رد الاشراک فی التصرف — 〃 〃 〃 — ص ۲۰
[7] 〃 — الفصل الخامس فی رد الاشراک فی العادات — 〃 〃 〃 — ص ۳۸
[8] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

خامساً وہابیہ ان میں سے کچھ نہیں مانتے تو اہی نخواہی مدعی ہیں کہ حضرت مخدوم نے ایسا فرمایا اور یہ کہ تمام انبیاء و اولیاء و حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء سب کو کہا والعیاذ باللہ تعالٰی، اب ان سے پُوچھئے کہ یہ کہنا تمہارے نزدیک حق ہے یا باطل، اگر باطل ہے تو باطل سے سند لانیوالا مکار عیار اور اس سے توہین شانِ رسالت کا ہلکا پن چاہنے والا کافر بے دین فی النار ہے یا نہیں، اور اگر کہیں کہ ہاں وُہ حق ہے، اور حضرات انبیاء و سید الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم معاذ اللہ اس ناپاک مثال کے لائق ہیں تو پردہ کُھل گیا، ہر بچہ ہر بے علم ہرنا خواندہ بشرطیکہ مسلمان ہو اور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عظمت پر ایمان سے اس کا دل کچھ بھی حصہ رکھتا ہو وُہ تین باتوں پر فوراً یقین کرلے گا:

(۱) یہ جو انبیاء کرام و اولیاء عظام وخود حضور اقدس سید الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس ناپاک گندی مثال کے لائق بتا رہے ہیں قطعاً کافر ہیں، اور اللہ و رسول کے کُھلے دشمن، کیا اسلام نے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی یہی عظمت سکھائی ہے، الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین[1] (ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔ ت)

(۲) اُسے صاف روشن ہوجائے گا کہ ہرگز حضرت مخدوم صاحب نے ایسی ملعون بات نہ فرمائی نہ وُہ یا کوئی مسلمان ایسا کہہ سکتا ہے۔ جن کے غلامانِ غلام کے غلامانِ غلاموں کی عمر بھر کفش برداری سے حضرت مخدوم صاحب حضرت مخدوم صاحب ہُوئے اگر انھیں کو ایسا بتاتے تو خود کہاں رہتے، اور اپنے آپ اس سے کتنے لاکھ درجے بدتر گندی گھناؤنی ذلیل ناپاک مثال کے قابل ہوتے نہ کہ سند لانے کے لائق، مگر حاشا للہ بات وہی ہے کہ وماکفر سلیمٰن ولکن الشیٰطین کفروا[2] (اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہُوئے۔ ت) حضرت مخدوم صاحب نے تو کفر نہ کیا یہ شیاطین ہی کفر رہے ہیں۔

(۳) کُھل جائیگا کہ اسمٰعیل دہلوی کے نجس اقوال ایسے ہی خبیث و ناپاک ہیں کہ ان کے بنانے کے لئے انبیاء و اولیاء وخود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم کو ایسی گندی مثال ایسی سڑی دُشنامیں دینے کی حاجت ہوتی ہے، پھر وُہ گالیاں اللہ و رسول پر تو چسپاں ہو نہیں سکتیں، وہ پاک و منزّہ ہیں، انھیں اسمٰعیل پرستوں کے کفرِ خبیث پر اور رجسٹری ہوتی ہے کہ ان کے دل میں اتنی قدر ہے،

---

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

[2] " " ۲/ ۱۰۲

اللہ واحد قہار کے حبیب اکرم وخلیفہ اعظم محمد رسول اللہ کی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)۔

واخذ اعداءہ باشد النقم اٰمین ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

اللہ تعالٰی آپ کے دشمنوں سے سخت انتقام لے، ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، واللہ تعالٰی اعلم، اس جل مجدہ کا علم اتم واکمل ہے (ت)

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم